تقریر بابت خلافت
وقت 5-7 منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

(تقریر نمبر 3 بابت خلافتِ ثالثہ ورابعہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے۔

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ(التوبہ:128)

وہ عکس بن کے مری چشم تر میں رہتا ہے
عجیب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے

معزز سامعین! میری آج گزارشات کا عنوان ہے۔ دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

ایک مشہورِ زمانہ شاعر جناب ظہیر دہلوی کا شعر ہے جس سے شاعر موصوف خوب شہرت سمیٹی وہ شعر یوں ہے۔

چاہت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

شاعر نے اِس شعر میں مجازی محبت کا احوال بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ محبت اور چاہت تو اُس وقت عروج کو چھوتی ہیں کہ جب مُحِبّ بھی بے قرار ہو اور محبوب میں بھی محبت اور عشق جوش مار رہا ہو۔ یکطرفہ محبت نہ ہو تب جا کر محبت کی جو آگ دونوں طرف سے لگے تو کمال ہے۔ شاعر نے تو استعارۃً محبت کا اظہار کیا ہے کہ کاش! دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی لیکن روحانی دنیا میں محبت نہ یکطرفہ ہوتی ہے اور نہ ہی کسی افسوس، کاش کہنے اور افسردگی و شرمندگی کے اظہار کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اِس شعر کو ذرا تظمین کے ساتھ یوں اگر پڑھا جائے کہ "دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی"۔ کہ یقین کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ محب اور محبوب، عاشق اور معشوق دونوں اطراف میں محبت کے شعلے برابری کی سطح پر روشن ہو کر بلند ہو رہے ہیں۔ یہ کیفیت انبیاء، اولیاء، فقراء اور اُن کے متبعین کے درمیان اکثر دیکھنے کو ملتی ہے۔ اگر اِس اصول کو ہم جماعتِ احمدیہ میں خلیفۃُ المسیح اور مؤمنین کی جماعت پر لاگو کریں تو یہ مضمون کھل کر سامنے آتا ہے کہ خلیفۃُ المسیح دنیا میں پھیلے کونے کونے میں موجود ہر احمدی سے محبت کرتے، اُس کے لئے دعا کرتے ہیں تو مدِّمقابل وہ احمدی بھی اپنی جان، مال، وقت اور عزّت کو اپنے آقا کے لئے قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے۔
یہی وہ نعمت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ آیت 128 میں بیان کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اُسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اُٹھاتے ہو اور وہ تُمہارے لئے خَیر کا بہت بھوکا ہے۔ مؤمنوں کے لئے بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اِسی مضمون کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بشارت دیتے ہوئے بیان فرمائی کہ

خِیَارُ أَئِمَّتِکُمُ الَّذِینَ تُحِبُّونَهُمْ وَیُحِبُّونَکُمْ وَیُصَلُّونَ عَلَیْکُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَیْهِمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِکُمُ الَّذِینَ تُبْغِضُونَهُمْ وَیُبْغِضُونَکُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَیَلْعَنُونَکُمْ

(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب خیار الائمۃ حدیث نمبر 1855)

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بہترین لیڈر وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں اور وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہیں اور تم اُن کے لیے دعائیں کرتے ہو اور تمہارے بدترین لیڈر وہ ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور وہ تم سے نفرت کرتے ہیں تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔

سامعین! خلافتِ احمدیہ کے 117 سالہ مبارک دَور خلافت اور جماعت کے باہمی پیار کے تعلق کے حوالہ سے اتنا ایمان افروز ہے کہ اِس کو ایک تقریر میں سمونا مشکل ہے۔ لہٰذا اِس ایمان افروز داستان کو تین چار تقاریر میں پھیلایا جارہا ہے۔ خلافتِ اولیٰ وثانیہ میں خلیفۃُ المسیح کی احبابِ جماعت سے محبت اور احبابِ جماعت کی اپنے پیارے خلفاء سے عشق اور وفا کا ذکر دو تقاریر میں کر آئے ہیں۔ آج خلافتِ ثالثہ اور خلافتِ رابعہ کا ذکر کرتے ہیں۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرمایا کرتے تھے کہ خلافت اور جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو ایک احمدی بچی اپنی کسی مشکل کے لیے روزانہ دعا کا خط لکھتی تھی۔ ایک رات حضور دیر تک ٹہل رہے تھے تو پرائیویٹ سیکرٹری نے پوچھا تو فرمایا: آج اس بچی کا خط نہیں ملا اس کی وجہ سے پریشان ہوں۔

رسالہ لاہور کے احمدی ایڈیٹر جناب ثاقب زیروی صاحب اور رسالہ کے غیر احمدی پرنٹر میاں محمد شفیع صاحب پر سرگودھا میں مقدمہ دائر ہوا۔ وہ لاہور سے سرگودھا جاتے ہوئے ربوہ میں رکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے رات کا کھانا پیش کیا اور دعا کر کے جاتے ہوئے فرمایا: آپ جلد بَری ہو جائیں گے۔ میاں محمد شفیع کہنے لگے بَری تو ہو جائیں گے مگر تین سال بعد۔ صبح سرگودھا پہنچے تو عدالت نے حیرت انگیز طور پر باعزت بَری کر دیا۔ واپس دوپہر کو ربوہ آئے تو حضور کو اطلاع دی تو حضور فکرمندی سے ٹہل رہے تھے۔ فرمایا: ہم نے ابھی کھانا نہیں کھایا آپ بیٹھیں۔ مَیں نفل پڑھ کے آتا ہوں۔ میاں محمد شفیع یہ سن کر دھاڑیں مار کر رونے لگ گئے کہ مجھ پر آج یہ راز کھلا ہے کہ **تم اپنے امام کے اس قدر شیدائی کیوں ہو ایسی محبت تو مَیں نے سگے والدین میں بھی نہیں دیکھی۔**

(الفضل آن لائن 28/ مئی 2022ء)

1974ء میں احبابِ جماعت جن دکھوں سے گزر رہے تھے اُن میں اُن کا محبوب خلیفہ بھی ساتھ تھا۔ حضور کئی کئی راتیں مسلسل جاگ کر دعاؤں میں گزارتے۔ ایک دن گوجرانوالہ سے امیر صاحب ضلع نے فون کیا کہ حضور کو اطلاع کر دیں کہ سب احمدی ایک جگہ اکٹھے ہیں۔ دشمن نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ حضور دعا کریں۔ حضور دعا میں لگ گئے تھوڑی دیر بعد فون آیا کہ خطرہ اور بڑھ گیا ہے کچھ دیر بعد فون آیا کہ حضور کی خدمت میں ہمارا آخری سلام قبول ہو کیونکہ اب بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ حضور جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور قریبی کمرہ میں جا کر سجدہ میں گر گئے اور جب کافی دیر بعد اٹھے تو فون آیا کہ خطرہ ٹل گیا ہے اور سب احمدی خیریت سے ہیں۔ اِس طرح خلافت کی بے قرار دعائیں موت کے منہ سے کھینچ لاتی ہیں۔

1974ء کے حالات میں احمدی لُٹے پٹے ربوہ میں آتے تھے۔ طبعی طور پر افسردہ اور بے چین چہروں کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملتے تھے اور ہنستے مسکراتے چہروں کے ساتھ باہر آتے تھے۔ وہ کیا چیز تھی جو ان کے چہروں کی زردی کو سرخی میں بدل دیتی تھی۔ وہ ایک روحانی باپ کی محبت تھی۔ ایک ٹھنڈا سایہ تھا، وہ پیار کا چشمہ تھا جس میں سارے غم دھل جاتے تھے۔

1974ء کے حالات میں احمدی طلبہ کو تعلیمی اداروں میں جان کا خطرہ تھا اور حکومت کوئی انتظام نہیں کر رہی تھی مگر اعلان کر دیا کہ احمدی طلبہ اپنی مرضی سے غیر حاضر ہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے سب سے پہلے اپنے خاندان کے طلبہ کو بلایا اور سخت خطرناک حالات میں اپنی اپنی یونیورسٹی جانے کا حکم دیا جن میں ہمارے محبوب امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب بھی تھے۔ کچھ کو مشکلات بھی پیش آئیں مگر عمومی طور پر اللہ تعالیٰ نے سب کی حفاظت فرمائی۔

(خلافت از ادارہ الفضل آن لائن لندن صفحہ 65)

1970ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نصرت جہاں سکیم جاری فرمائی۔ جس میں ڈاکٹرز اور اساتذہ کو خصوصی خدمت کی توفیق ملی۔ ان میں خاندان مسیح موعودؑ کے بہت سے افراد نے بھی حصہ لیا خود ہمارے موجودہ امام نے گھانا میں نہایت تکلیف دہ حالات میں خدمت کی توفیق پائی۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ نہ صاف پانی ملتا تھا نہ سبزی نہ گندم نہ دودھ نہ کوئی خادم نہ کوئی سیکیورٹی۔ الاؤنس بہت کم تھا گھر کے ساتھ جو خالی جگہ تھی اس میں سبزیاں لگالیں۔ کچھ مرغیاں رکھ لیں اور گزارہ کر لیا اور نہایت اخلاص ووفا کے ساتھ امام وقت کی راہنمائی میں کام پر لگے رہے۔

حضورؒ نے 1980ء میں فرمایا:

اس سکیم کے تحت بہت سے احباب نے جانی قربانی کا جو نمونہ پیش کیا وہ بھی کچھ کم اہم نہیں ہے۔ بہت سے ڈاکٹروں نے مغربی افریقہ میں نئے کلینک کھولنے اور انہیں چلانے کے لیے تین تین سال وقف کیے۔ مَیں نے ان سے کہا تم خدمت کے لیے جارہے ہو۔ جاؤ! ایک جھونپڑا ڈال کر کام شروع کر دو اور مریضوں کی ہر ممکن خدمت بجالاؤ۔ مَیں ابتدائی سرمائے کے طور پر انہیں صرف پانچ سو پونڈ دیتا تھا۔ انہوں نے اخلاص سے کام شروع کیا۔ غریبوں سے ایک پیسہ لیے بغیر ان کی خدمت کی۔

جلسہ سالانہ 1965ء پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے لیے تحریک حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ سے کروائی اور اس کے لیے 25 /لاکھ روپے کا جماعت سے مطالبہ کیا۔ بعض احباب نے حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت کے سالوں کی تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ رائے دی کہ اس تحریک کی مالی حد پچیس لاکھ کی بجائے باون لاکھ مقرر کی جائے اور بعض احباب نے عملاً باون کے عدد کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی قربانی کو اس معیار کے مطابق بنانے کو موجبِ سعادت تصوّر کیا۔ حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے باون ہزار روپیہ حضرت مصلح موعودؓ کی اس یادگار تحریک میں ادا فرمایا۔ ضلع ملتان کے ایک دوست نے اپنے وعدہ کو بڑھا کر باون سو کر دیا۔ لاہور کے ایک دوست باون سالوں پر دس روپے فی سال کے حساب سے 520 روپے ادا کیے۔ کم استطاعت رکھنے والے دوستوں نے اپنی محبت کے اظہار کے لیے باون باون روپے پیش کیے۔

(تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 472)

سامعین! خلافت رابعہ میں کلمہ مہم کے دوران گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا اور سینکڑوں احمدیوں نے امام کی آواز پر کلمہ طیبہ کی محبت میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حضورؒ کا دل ہر ایک کے ساتھ دھڑکتا تھا۔ خطبات میں ان کا ذکر کرتے ہوئے آواز بھرا جاتی ان کو تسلی دینے کے لیے طویل خط لکھتے۔ ایک بار حضور کو مچھلی پیش کی گئی تو حضور کو ان مظلوموں کی یاد آگئی آپ نے پیغام بھیجا کہ جیسے بھی ممکن ہو ان اسیران کو بھی مچھلی فراہم کی جائے اور ہر قیمت پر کی جائے۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے اس کی تعمیل کی گئی اور اسیران کی آنکھوں سے دریا بہ پڑے۔

اسیران ساہیوال کو موت کی سزا سنائی گئی تھی اس لیے ان کا درد تو حد سے زیادہ تھا ان کے لیے مشہور نظم بھی کہی

جو درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے
شاید کہ یہ آغوش جدائی میں پلا ہے

اس دردناک نظم کے آخری شعروں نے تو کہرام مچا دیا۔

خیرات کر اب ان کی رہائی مرے آقا!
کشکول میں بھر دے جو مرے دل میں بھرا ہے

حضورؒ نے یہ نظم اپنی آواز میں ریکارڈ کر کے اسیران کو جیل میں بھجوائی۔ حضور کو اس دعا کی قبولیت کی خبر ایک رؤیا میں دی گئی اور غیر معمولی حالات میں یہ سب اسیر رہا ہو کر حضور سے آملے۔

1984ء میں حکومتی پابندیوں کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو پاکستان سے لندن ہجرت کرنا پڑی۔ 26/اپریل کو آرڈیننس جاری ہوا اور 27/ کو جمعہ تھا۔ حضور نے وکلاء کے مشورہ پر مسجد اقصیٰ میں جمعہ نہیں پڑھایا اور ایک اَور صاحب نے جمعہ پڑھایا مگر آپ خطبہ سے پہلے منبر پر تشریف لائے اور صرف ہاتھ سے سلام کا اشارہ کیا۔ مکرم عبد السمیع صاحب لکھتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا کہ حضور نے دائیں سے بائیں طرف ہاتھ ہلایا۔ زبان خاموش تھی مگر آنکھوں کی سرخی اور نمی مجھے صاف نظر آرہی تھی۔ لوگوں کے لیے یہ ناقابل برداشت تھا کہ ان کا محبوب امام ان کے سامنے منبر پر کھڑا ہو اور اس کو سلام کرنے کی اجازت نہ ہو۔ مسجد کے نمازیوں کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور ہلکی سسکیوں کی آواز اونچی ہوتی گئی۔ یہ سلسلہ خطبہ اور نماز کے دوران بھی جاری رہا۔ نماز کے بعد حضور پھر منبر پر تشریف لائے۔ اب آہوں کا طوفان رکنے والا نہیں تھا۔

ہجرت سے ایک رات پہلے آپؒ نے مغرب کی نماز مسجد مبارک میں پڑھانے کے بعد احباب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ فرمایا:

مَیں نے آپ کو اس لیے نہیں بٹھایا کہ مَیں کوئی تقریر کرنی چاہتا ہوں۔ مَیں صرف آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ کو دیکھنے سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو تسکین ملتی ہے۔ مجھے آپ سے پیار ہے۔

حضور یہ کہہ کر چلے گئے اور اس کے بعد مسجد میں آنسوؤں کا طوفان برپا ہو گیا۔

حضور لندن پہنچ گئے مگر اہل پاکستان کی سب سے بڑی کمی حضور کا خطبہ جمعہ تھا۔ جماعت حضور کو سننے اور حضور جماعت سے ملنے کے لیے بے تاب تھے۔ پہلے آڈیو کیسٹس کا سلسلہ شروع ہوا مگر دل تسلی نہیں پاتے تھے۔ پھر ویڈیوز آنی شروع ہوئیں تو پیاس اور بڑھ گئی تب خدا نے آسمان سے ایم ٹی اے کا نظام جاری کیا یہ ہمارے لیے محض ٹی وی سٹیشن نہیں ہے۔ یہ جماعت اور خلیفہ وقت کی محبت کی لہروں کا نقطۂ وصال ہے۔ وہ شخص جسے خدا کے سامنے آہوں اور سسکیوں کے ساتھ رخصت کیا تھا وہ ہمارے گھروں میں اتر آیا۔

ہوا کے دوش پہ لاکھوں گھروں میں در آیا
جو شخص چھوڑ کے نکلا تھا گھر خدا کے لئے

سامعین! سرینام کے ابتدائی احمدی محترم حسینی بدولہ صاحب تھے۔ 1994ء میں سرینام میں ایم ٹی اے کا اجرا ہوا تو آپ نے کئی دفعہ اس خواہش کا اظہار کیا کہ مَیں ایک ایسا بوسٹر لگوانا چاہتا ہوں کہ سرینام میں ہر گھر میں ایم ٹی اے دیکھا جا سکے اور وہ اس کام کے لیے پورا خرچ دینے کو تیار ہو گئے۔

(الفضل 18 / نومبر 2013ء)

جمعہ کے دن ایک احمدی کی سب سے بڑی اور بابرکت مصروفیت حضور کا خطبہ جمعہ سننا ہے۔ دنیا میں دن کا آغاز سورج طلوع ہونے سے ہوتا ہے مگر احمدی کا سورج اس کا محبوب امام ہے۔ دنیا کے مختلف خطوں میں مختلف اوقات میں احمدی اپنے پیارے امام کا خطبہ سنتے۔ دنیا میں ایسے ملک بھی ہیں جو رات گئے اور بعض فجر کے وقت سنتے ہیں۔ ایسے گھرانے بھی ہیں جہاں صرف ایم ٹی اے چلتا ہے اور اپنوں کے لیے تربیت اور غیروں کے لیے تبلیغ کا سامان مہیا کرتا رہتا ہے۔

اس جمعہ نے جماعت احمدیہ کی اندرونی زندگی کو متعدد جمعوں سے بھر دیا ہے۔ دنیا میں جب سورج ڈھلتا ہے تو جماعت احمدیہ کا سورج طلوع ہوتا ہے۔ تمام آنکھیں ٹیلی ویژن کی سکرین پر جم جاتی ہیں سب ایک آواز اور ایک تصویر کے منتظر ہوتے ہیں کہیں دن، کہیں رات، کہیں صبح کی ٹھنڈی ہوائیں، کہیں تپتی دوپہریں، کہیں مرغزار، کہیں گلستان، کہیں نخلستان، کہیں برف زار، مگر سب کے دل ایم ٹی اے کی برقی لہروں کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ خدا کا پیارا جب السلام علیکم کے ذریعہ ساری دنیا میں سلامتی کا پیغام دیتا ہے تو لاکھوں زبانوں سے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا جواب فضا کو برکتوں سے بھر دیتا ہے۔

ایم ٹی اے کے قیام سے پہلے اخبار الفضل قریباً نوّے سال تک بلا شرکت غیرے خلافت اور جماعت کی محبت کا حوالہ بنا رہا۔ یہ آغاز میں ہفت روزہ تھا مگر جماعت حضور کا خطبہ اور دیگر خبریں سننے کے لیے ایک ہفتہ انتظار نہیں کر سکتی تھی۔ اس لیے جماعت نے بار بار درخواستیں کیں کہ اسے روزانہ کر دیا جائے۔ اس پر حضورؓ نے 1935ء میں فیصلہ فرمایا کہ الفضل کو فی الحال چھ ماہ کے لیے روزانہ کر دیا جائے الفضل روزنامہ ہو گیا اور چھ ماہ کی بجائے ہمیشہ کے لیے ہو گیا۔ اسے ربوہ سے بند کیا گیا تو لندن سے روزنامہ الفضل آن لائن اور پھر الفضل انٹرنیشنل خلافت اور جماعت کی محبت کی گواہی دینے لگا۔ اب ایم ٹی اے کے آٹھ چینل اِسی محبت کے نئے جلوے دکھا رہے ہیں۔ جب سے خلیفہ وقت کے خطبات ایم ٹی اے پر نشر ہونا شروع ہوئے ہیں۔

سامعین! ایک زمانہ میں لائبیریا کے حالات خراب ہوئے اور باغیوں نے قتل وغارت شروع کر دی ایک علاقہ میں ہمارے مربی بھی تھے رابطے کٹ گئے تھے اور کوئی خبر نہیں تھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بہت فکر مند تھے۔ دعا بھی کر رہے تھے اور صدقہ بھی دے رہے تھے۔ فرمایا:

اس سے پہلے بھی ایک مربی صاحب کے لیے صدقہ دیا تھا اور وہ مل گئے تھے ان شاءاللہ یہ بھی مل جائیں گے۔ دو ہفتوں بعد ان کی خیریت کی خبر ملی تو حضور کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔

(ماہنامہ خالد طاہر نمبر 2004ء صفحہ 99)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جلسہ سالانہ جرمنی کی ڈیوٹیوں والی کارکنات کے قریب سے گزر رہے تھے ایک خاتون کے ساتھ اس کی چھوٹی بچی بھی تھی اس بچی نے بلند آواز سے کہا کہ حضور! آپ نے ہمیں پیار ہی نہیں کیا۔ حضور جو آگے جا چکے تھے واپس لوٹے اُس بچی کے گال پر پیار کیا۔

(الفضل 21/ مئی 2021ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو یورپ کے بعض احمدی دکانداروں کے متعلق معلوم ہوا کہ ان کے ہوٹل کے کاروبار ہیں اور وہاں شراب بھی بکتی ہے۔ چنانچہ حضور نے اس کا سختی سے نوٹس لیا کہ آپ کو یہ کاروبار چھوڑنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی بھاری تعداد ایسی تھی جنہوں نے اس کاروبار کو ترک کر دیا۔ بعضوں کو خدا تعالیٰ نے فوراً بہتر کاروبار بھی عطا کیے بعضوں کو ابتلا میں بھی ڈالا۔ وہ لمبے عرصے تک دوسرے کاروبار سے محروم رہے لیکن وہ پختگی کے ساتھ اپنے اس فیصلے پر قائم رہے۔

(الفضل 17/ جنوری 1989ء)

ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کر دیا گیا تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں لکھا کہ انہوں نے میرا ایک بھائی شہید کیا ہے مگر مَیں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میری ساری اولاد بھی اس راہ میں شہید ہوتی چلی جائے تو مجھے اس کا دکھ نہیں ہوگا۔ خدا نے ان کی یہ آرزو سن لی اور انہیں بھی جلد ہی شہادت کا رتبہ عطا فرمایا اور یہ خط حضور کی خدمت میں پہنچنے سے پہلے وہ شہید ہو چکے تھے۔

(الفضل 4/ دسمبر 1989ء صفحہ 5)

خلافت خدا کی ہمیشہ رہے گی
جس کا خدا نے ہی وعدہ کیا ہے
خلافت ہے چاہت، خلافت ہے طاقت
خلافت سے ہر ایک زندہ ہوا ہے

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم عبدالسمیع خان صاحب آف کینیڈا کے ایک مضمون سے استفادہ کیا گیا ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ)

۞۞۞۞